عِلَلُ الشَّرائع

(اردو)

لِلشَّيخ الصَّدُوق

تالیف

الشَّيخ الصَّدُوق أبي جعفر محمد بن علي
ابن الحسين بن موسىٰ بن بابويه القمي

المتوفیٰ سنہ ۳۸۱ھ

مترجم

مولوی سید امداد حسین صاحب
ممتاز الافاضل

ناشر

الکساء پبلیشرز

آر۔ ۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

رحمت اللہ بک ایجنسی
بالمقابل بڑا امام بارگاہ کھارادر کراچی

انتساب

ان علم دوست خواتین و حضرات کے نام جو معصومین علیہم السلام کے بتائے ہوئے احکامات کی معرفت چاہتے ہیں

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	علل الشرائع (اردو)
مؤلف	شیخ الصدوق علیہ الرحمہ
مترجم	مولوی سید حسن امداد صاحب ممتاز الافاضل
ناشر	الکساء پبلشرز R/159 سیکٹر 5-B-2 - نارتھ کراچی فون : 645340
کمپوزنگ	مہوش اردو کمپوزیٹر
اشاعت اول	ایک ہزار - (۱۹۹۲ء - ۱۴۱۳ھ)
قیمت	۲۰۰ روپیہ

ناشر

الکساء پبلیشرز

آر-۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

یہ فطرت انسانی ہے کہ انسان نامعلوم سے معلوم کی طرف لاعلمی کی تاریکیوں سے علم کی روشنی کی جانب اور عدم واقفیت سے واقفیت کی راہ پر گامزن ہونے کی جدوجہد میں ہر لحظہ ہر آن مصروف رہتا ہے اور اپنی اسی فطرت کی بناء پر انسان خلاؤں سے گذر کر چاند تک جا پہنچا ہے اسی طرح شاید وہ ایک دن آسمانوں کی بلندیوں کو پا جائے۔ یہ تو مادی دنیا کی باتیں ہیں۔ روحانی دنیا کے بھی ہزاروں گوشے ہیں جن کا منکشف ہونا ابھی باقی ہے۔ اسی لئے مادی علوم کے ساتھ ساتھ روحانی علوم کا حاصل کرنا بھی حیات ابدی کے لئے بے حد ضروری ہے۔ یہ امر مسلم ہے کہ انسان کے دنیا میں دو طرح کے محسن ہوتے ہیں ایک وہ جو اس کے جسم کی نشو نما کرتے ہیں جیسے والدین، ڈاکٹر، حکیم وغیرہ۔ دوسرے وہ جو اس کی روحانی تعلیم و تربیت میں مدد کرتے ہیں جس کے لئے پروردگار عالم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اور مرسلین مبعوث کئے ائمہ طاہرین علیہم السلام نے ہدایات کا فریضہ انجام دیا۔ ان کے علاوہ وہ بزرگ ہستیاں جنہوں نے اپنی تمام زندگی دین کی خدمت میں گذار دی اور تعلیم و تدریس اور تالیف و تصنیف کا بار گراں اٹھاتے ہوئے احکام خداوندی اور اقوال رسول اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کو ہم تک پہنچایا۔ ایسے ہی محسنوں میں ایک نام جناب شیخ الصدوق (سب سے زیادہ راست گو) علیہ الرحمہ کا بھی ہے یہ امام زمانہ کی دعا کے اثر سے ایران کے شہر قم میں ۳۰۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۸۱ھ میں وفات پائی۔ تقریباً (۳۰۰) تین سو کتابیں تالیف و تصنیف کیں۔ جن میں **من لا یحضرہ الفقیہ** جو مذہب حقہ کی کتب اربعہ میں سے ایک ہے بھی شامل ہے۔

روحانی علوم حاصل کرنے سے قلب انسانی کو سکون حاصل ہوتا ہے جو بلاشبہ ایک دولت بے بہا ہے اب یہ خود انسان پر منحصر ہے کہ وہ کون سا دین اور کون سا مذہب اختیار کرتا ہے۔ بہرحال کسی بھی دین و مذہب پر عمل پیرا ہونے کے لئے اس کی مبادیات اور ہدایات سے کماحقہ واقفیت ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دین کے پیروکار اپنے اپنے مذہب و مسلک اور عقائد کی اشاعت کے لئے جو کچھ کر سکتے ہیں کرتے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے اپنے دین کی تشہیر و ترویج کے لئے بنیادی کتب جو کہ زیادہ تر یونانی، عبرانی، عربی اور فارسی زبانوں میں تھیں دنیا کی مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ شائع کئے جن میں اردو بھی شامل ہے لیکن تراجم کے سلسلے میں اہل تشیع کی پیش رفت غالباً سب سے کم ہے۔ پاکستان کی حد تک چند ناشرین نے ضرور کچھ کام کیا ہے اور کچھ عرصہ سے ایران کے چند اداروں نے اردو تراجم شائع کرنے شروع کئے ہیں لیکن یہ سب مل کر بھی مذہب تشیع کی کل کتابوں کا عشر عشیر بھی نہیں ہوتے۔

زمانہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے ایک زمانہ تھا کہ عربی کتابیں عام طور پر ہر شخص سمجھ سکتا تھا اور حسب توفیق مستفیض ہوتا رہتا تھا۔ پھر فارسی کا دور آیا اور کتابیں عربی سے فارسی زبان میں ترجمہ ہوئیں۔ آج کل عربی اور فارسی پڑھنے اور سمجھنے والے بہت کم ہیں اور عوام الناس میں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اردو جو برصغیر کی مقبول ترین اور عام فہم زبان ہے پاک و ہند کے علاوہ دنیا کے دیگر ممالک میں بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس وقت دنیا میں اردو بولنے، پڑھنے اور سمجھنے والوں کی تعداد تقریباً بیس (۲۰) کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے۔ لہٰذا اس امر کی ضرورت محسوس کی گئی کہ مذہب حقہ کی بنیادی اور اہم کتب کا ترجمہ اردو زبان میں کرایا جائے۔ ہم پروردگار عالم کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتے ہوئے اس کا لاکھ لاکھ شکر بجالاتے ہیں کہ اس نے چہاردہ معصومین علیہم السلام کے صدقے میں ہم کو اس کا اہل کیا اور یہ سعادت ہمارے حصہ میں

این سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

باب (۱۳۶) وہ سبب جس کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مال غنیمت میں حضرت علیؑ کو دو حصے دیئے حالانکہ آپ ان کو اپنا نائب بنا کر مدینہ چھوڑ گئے تھے

(۱) بیان کیا مجھ سے احمد بن حسن قطان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبدالرحمن بن محمد حسنی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے فرات بن ابراہیم کوفی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی ابن محمد بن حسن لولوئی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن نوح نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد نے روایت کرتے ہوئے محمد بن مروان سے انہوں نے ابی داؤد سے انہوں نے معاذ بن سالم سے انہوں نے بشر بن ابراہیم انصاری سے انہوں نے خلیفہ بن سلیمان جہنی سے انہوں نے ابی مسلمہ بن عبدالرحمن سے اور انہوں نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے ابوہریرہ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنگ سے واپس مدینہ آئے تو اور حضرت علیؑ کو اہل مدینہ پر اپنا نائب بنا کر چھوڑ گئے تھے مگر جب مال غنیمت تقسیم کرنے لگے تو حضرت علیؑ کو دو سہم (دو حصہ) دیا اور فرمایا اے گروہ مردم میں تم لوگوں کو اللہ اور اس کے رسولؐ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا تم نے اس سوار کو نہیں دیکھا تھا جس نے داہنی جانب سے مشرکین پر حملہ کیا تھا اور انہیں شکست دی پھر وہ میرے پاس واپس آیا اور مجھ سے بولا اے محمدؐ میں آپ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوں اور مال غنیمت میں میرا ایک سہم (حصہ) ہوا اور میں نے اپنا وہ سہم علی کو دے دیا اور وہ سوار جبرئیلؑ تھے۔ اور اے گروہ مردم میں تم لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نے اس سوار کو بھی دیکھا تھا جس نے لشکر کے بائیں جانب سے مشرکین پر حملہ کیا پھر واپس آیا مجھ سے گفتگو کی اے محمدؐ میں آپ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوں لہذا مال غنیمت میں میرا بھی ایک سہم ہے اور میں اپنا وہ سہم علی کو دیتا ہوں اور وہ سوار میکائیلؑ تھے اور بخدا میں نے علی کو جو دو سہم دیئے وہ جبرئیل و میکائیل کے سہم تھے۔ یہ سن کر مجمع نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔

(۲) نیز یہی حدیث مجھ سے بیان کی حسن بن محمد ہاشمی کوفی نے روایت کرتے ہوئے فرات بن ابراہیم سے ان ہی اسناد کے ساتھ۔

باب (۱۳۷) وہ سبب جس کی بنا پر حضرت علیؑ سب سے پہلے داخل جنت ہوں گے

(۱) بیان کیا مجھ سے حسین بن علی صوفی رحمۃ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابوالعباس عبداللہ بن جعفر حمیری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن عبداللہ قرشی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن احمد تمیمی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن مروان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن یحییٰ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن الحسین بن علی بن الحسین نے انہوں نے روایت کی اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے ان کے جد نامدار سے انہوں نے حضرت حسین بن علی سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اے علی تم سب سے پہلے داخل جنت ہوگے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں آپؐ سے بھی پہلے جنت میں داخل ہوں گا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں جس طرح دنیا میں تم میرے علم بردار ہو اسی طرح آخرت میں بھی میرے علم بردار ہو گے اور علم بردار تو آگے ہی آگے رہتا ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم جنت میں داخل ہونے اور تمہارے ہاتھ میں میرا علم یعنی لوائے حمد ہے اور اس کے پھریرے کے زیر سایہ حضرت آدمؑ اور ان کے علاوہ سب (انبیاء) ہیں۔

باب (۱۳۸) وہ سبب جس کی بنا پر حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے کبھی خضاب نہیں لگایا

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن احمد سنانی رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے انہوں نے کہا کہ بیان

کیا مجھ سے محمد بن ابی بشر نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن ہیثم نے روایت کرتے ہوئے سلیمان بن داؤد سے انہوں نے علی بن غراب سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ثابت بن ابی صفیہ نے روایت کرتے ہوئے سعد بن طریف سے اور انہوں نے اصبغ ابن نباتہ سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ کے لئے خضاب لگانے میں کیا امر مانع ہے آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تو خضاب لگایا کرتے تھے؟ تو آپ نے فرمایا انتظار کر رہا ہوں کہ میری داڑھی وقت معہود پر خون سے خضاب ہو جس کی خبر مجھے میرے حبیب رسول اللہؐ نے دی ہے۔

باب (۱۳۹) وہ سبب جس کی بنا پر سطح کعبہ سے بتوں کو گراتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بار امیرالمومنین علیہ السلام نہ اٹھا سکے

(۱) بیان کیا مجھ سے ابو علی احمد بن یحییٰ المکتب نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد وراق نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے بشر بن سعید بن قلیوبہ المعدل بالرافقہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبدالجبار بن کثیر تمیمی یمانی نے انہوں نے کہا کہ میں نے امیر مدینہ محمد بن حرب ہلالی کو بیان کرتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام سے سوال کیا اور کہا فرزند رسول میرے ذہن میں ایک سوال ہے چاہتا ہوں کہ آپؐ سے پوچھوں۔ آپؑ نے فرمایا اگر تم کہو تو وہ سوال جو تمہارے ذہن میں ہے تمہارے سوال کرنے سے پہلے ہی بتا دوں اور اگر تمہاری منشاء سوال کرنے کی ہے تو کر لو۔ میں نے عرض کیا فرزند رسول آپ میرے سوال کرنے سے پہلے کیسے معلوم کر لیں گے کہ میرے ذہن میں کیا سوال ہے؟ فرمایا توسم اور تفرس (ظاہری علامات و نشانیوں) سے کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا ہے ان فی ذلک لآیات للمتوسمین (یقیناً اس (واقعہ) میں پہچان والوں کے لئے نشانیاں ہیں) سورۃ الحجر۔ آیت نمبر ۷۵ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے کہ مومن کی فراست سے خود کو بچاؤ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے نور سے دیکھتا ہے۔ میں نے عرض کیا فرزند رسول اچھا بتایئے میرے ذہن میں کیا سوال ہے؟ فرمایا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھنا چاہتے ہو کہ سطح کعبہ سے بتوں کو گراتے وقت آنحضرتؐ کو حضرت علیؑ بن ابی طالب کیوں نہ اٹھا سکے باوجود اس قوت و طاقت کے جس کا ظہور ان سے خیبر میں قلعہ قموص کے اکھاڑنے کے وقت ہوا کہ جس کے دروازے کو چالیس آدمی بھی نہیں اٹھا سکتے تھے آپ نے اس کو اکھاڑ کر چالیس ہاتھ دور پھینک دیا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر اونٹ اور گھوڑے اور گدھے پر سوار ہوتے ہی تھے اور شب معراج براق پر بھی سوار ہوئے جو حضرت علیؑ سے قوت و طاقت میں بہرحال کم تھے۔ میں نے عرض کیا ہاں ہاں خدا کی قسم میں یہی پوچھنا چاہتا تھا اے فرزند رسول اب آپ اس کا جواب بتائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا سنو حضرت علی کو جو بھی شرف اور جو رفعت و بلندی ملی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی اور ان ہی جناب کی وجہ سے وہ اس حد تک پہنچے کہ شرک کی آگ کو بجھایا اور اللہ کے سوا تمام معبودوں کو باطل کر دیا۔ اب اگر بتوں کو گرانے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؑ کے دوش پر قدم رکھ کر بلند ہوتے تو اس کا مطلب یہ ہوتا آنحضرتؐ علی علیہ السلام کی وجہ سے بلند ہوتے تو یہ شرف ان کو علی کی وجہ سے ملتا اور بتوں کے گرانے کے لئے بلندی پر وہ علی کی وجہ سے پہنچے پھر اگر ایسا ہوتا تو پھر حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل قرار پاتے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ جب میں دوش پیغمبر پر قدم رکھ کر بلند ہوا تو اتنا بلند ہو گیا کہ اگر چاہتا تو آسمان کو چھو لیتا کیا تمہیں معلوم نہیں چراغ جس سے لوگ اندھیرے میں راہ پاتے ہیں اس کی لو اصل چراغ سے ہی نکلتی ہے چنانچہ علیؑ نے فرمایا ہے کہ میں احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس طرح کی نسبت رکھتا ہوں جس طرح کی نسبت ضوء کو ضوء سے ہے کیا تمہیں نہیں معلوم کہ محمدؐ اور علیؑ خلقت خلق سے دو ہزار سال قبل اللہ کے سامنے نور تھے۔ اور ملائکہ نے جب اس نور کو دیکھا تو یہ دیکھا کہ یہ اصل ہیں اور ان سے بہت سی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں تو

انہوں نے کہا اے ہمارے اللہ اور اے ہمارے مالک یہ نور کیسا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ان ملائکہ کی طرف وحی کی یہ نور میرے نور سے پیدا ہوا ہے اس کی اصل نبوت ہے اور فرع امامت ہے۔ نبوت میرے عبد اور میرے رسول محمدؐ کے لئے ہے اور امامت میری حجت اور میرے ولی علی کے لئے ہے اگر یہ دونوں نہ ہوتے تو میں مخلوقات کو پیدا ہی نہ کرتا۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ غدیر خم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کے ہاتھ کو پکڑ کر اتنا بلند کیا کہ دونوں کی سفیدی زیر بغل نمودار ہو گئی اور انہیں تمام مسلمانوں کا مولیٰ اور امام قرار دیا اور خطیرہ بنی نجار (بنی نجار کے جانوروں کے باڑے) کے دن امام حسن و امام حسین علیہم السلام کو دوش پر اٹھایا تو بعض اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں سے کسی ایک کو مجھے دے دیں تو آنحضرتؐ نے فرمایا دونوں بہترین سوار ہیں اور ان دونوں کا باپ ان دونوں سے بھی بہتر ہے۔ اور ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ اپنے سجدوں میں سے کسی ایک سجدہ کو طول دے دیا۔ جب آپؐ نے سلام پڑھ کر نماز ختم کی تو آپؐ سے کہا گیا کہ یا رسول اللہؐ آپ نے تو اس سجدہ کو بہت طول دیا کیا بات تھی؟ آپؐ نے فرمایا میرے بچے میری پشت پر بیٹھ گئے تھے میں نے یہ پسند نہ کیا جب تک کہ وہ خود نہ اتر جائیں میں انہیں اتاروں۔ ان سب سے آنحضرتؐ کا مقصد یہ تھا کہ آپؐ ان لوگوں کی رفعت و شان و منزلت کو ظاہر کریں۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی اور امام دونوں ہیں علی علیہ السلام صرف امام ہیں۔ نبی اور رسول نہیں ہیں اسلئے وہ بار نبوت کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔

محمد بن حرب ہندی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا فرزند رسول کچھ مزید ارشاد ہو۔ آپ نے فرمایا اچھا تم اس لائق ہو کہ تم کو مزید بتایا جائے۔ سنو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کو اپنے دوش پر بلند کیا اس سے ان کا مقصد یہ بتانا تھا کہ یہ میری اولاد کے باپ اور ان کے صلب سے جتنے ائمہ ہوں گے ان کے امام ہیں جیسا کہ نماز استسقاء میں اپنی چادر کو الٹ کر اوڑھنے سے اس بات کی طرف اشارہ ہوتا ہے ہم نے خشک سالی کو الٹ کر سبزہ زاروں سے بدل دیا۔ میں نے عرض کیا کچھ مزید ارشاد ہو اے فرزند رسول۔ تو آپ نے فرمایا رسول اللہؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو اس لئے اٹھایا تاکہ آپ کی قوم کو معلوم ہو جائے کہ یہی وہ ہیں جو رسول اللہؐ کے بعد ان کی پشت سے دین کی ذمہ داریوں اور ان کے کئے ہوئے وعدوں کی ادائیگی کے بوجھ کو ہلکا کریں گے۔ میں نے عرض کیا فرزند رسول کچھ مزید ارشاد ہو۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنے دوش پر اٹھایا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ انہیں رسول نے اٹھایا ہے اور اس لئے اٹھایا ہے کہ یہ معصوم ہیں ان پر گناہوں کا کوئی بوجھ نہیں ہے اور ان لوگوں کے نزدیک ان کا ہر عمل پر از حکمت اور درست سمجھا جائے۔ اور رسول اللہ نے یہ بھی فرمایا کہ اے علی اللہ تعالیٰ نے تمہارے شیعوں کے تمام گناہوں کو میرے حساب میں ڈالا اور پھر میری وجہ سے ان کو معاف کر دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وماتاخر (تاکہ اللہ تعالیٰ تمہاری امت کے اگلے اور پچھلے گناہوں کو معاف کر دے) سورہ فتح۔ آیت نمبر ۲ اور جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (**علیکم انفسکم**) تم لوگ اپنی ذات کے خود ذمہ دار ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایھا الناس جب تم لوگ ہدایت پا گئے تو پھر تم پر صرف اپنی ذات کی ذمہ داری ہے اب اگر کوئی گمراہ ہو جائے تو وہ تم لوگوں کو ضرر نہ پہنچا سکے گا اور علی میرا نفس اور میرا بھائی ہے۔ **قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فان تولوا فانما علیہ ما حمل وعلیکم ما حملتم وان تطیعوہ تھتدوا وما علی الرسول الا البلاغ المبین** (کہہ دو کہ تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو پس اگر تم منہ پھیرو گے تو سوائے اس کے نہیں ہے کہ اس پر وہی ہے جو اسے اٹھوایا گیا اور تم پر وہی ہے جو تمہیں اٹھوایا گیا اور اگر تم اس کی اطاعت کرو گے ہدایت پا جاؤ گے اور رسول پر سوائے کھول کر پہنچا دینے کے اور کچھ نہیں ہے) سورہ النور۔ آیت نمبر ۵۴۔

محمد بن حرب ھلالی کا بیان ہے کہ پھر امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے امیر سطح کعبہ سے بت توڑنے کے لئے آنحضرتؐ نے جو حضرت علیؑ کو اپنے دوش پر بلند کیا تو اس سے آنحضرتؐ کا جو مقصد تھا اگر ان رموز و نکات کو بیان کروں تو آپ کہیں گے جعفر بن

محمد مجنون و دیوانہ ہو گیا ہے اس لئے بس آپ کے لئے اتنا ہی کافی ہے جتنا آپ نے سن لیا۔ راوی کا بیان ہے پھر میں نے کھڑے ہو کر آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ اپنے پیغام کو کس کے حوالے کرے۔

باب (۱۴۰) وہ سبب جس کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو مجھے خروج آذار کی خوشخبری دے گا اس کے لئے جنت ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن احمد سنانی نے اور احمد بن حسن قطان نے اور حسین بن ابراہیم بن احمد بن ہشام مودب نے اور علی بن عبداللہ وراق نے اور علی بن احمد بن محمد دقاق رضی اللہ عنہم نے ان سب نے کہا کہ بیان کیا ہم سے ابوالعباس احمد بن یحییٰ بن ذکریا قطان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے بکر بن عبداللہ بن حبیب نے روایت کرتے ہوئے تمیم بن بہلول سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابوالحسن عبدی سے انہوں نے سلیمان بن مہران سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے اور آپؐ کے پاس آپ کے چند اصحاب تھے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اس وقت جو شخص تم لوگوں کے پاس مسجد میں آئے گا وہ جنتی ہوگا۔ یہ سن کر چند لوگ ان میں سے اٹھے اور مسجد سے نکل گئے اور اب ان میں سے ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ سب سے پہلے داخل ہوں تاکہ جنتی قرار پاؤں۔ ادھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپؐ نے بقیہ اصحاب سے جو وہیں بیٹھے تھے فرمایا کچھ لوگ سب سے پہلے مسجد میں داخل ہونے کے لئے دوڑ لگا رہے ہیں اچھا اب جو مجھے ماہ آذار کے نکل جانے کی خوش خبری سنائے گا وہ جنتی ہوگا۔ تھوڑی دیر میں سب لوگ ایک ساتھ مسجد میں داخل ہوئے ان میں حضرت ابوذر بھی تھے۔ آپؐ نے فرمایا ہم لوگ رومیوں کے مہینوں میں سے کس مہینہ میں ہیں؟ تو حضرت ابوذرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ماہ آذار نکل گیا۔ آپ نے فرمایا اے ابوذرؓ میں جانتا ہوں کہ ماہ آذار گزر گیا مگر میں چاہتا ہوں کہ میری قوم بھی یہ جان لے کہ تم اہل جنت میں سے ہو اور ایسا کس طرح نہ ہوگا اس لئے کہ تم میرے بعد میرے اہلبیت کی محبت کے جرم میں میرے شہر سے نکال دیئے جاؤ گے اور تن تنہا زندگی بسر کرو گے اور تنہا مر جاؤ گے چند لوگ تمہاری تجہیز و تکفین و تدفین کی سعادت حاصل کریں گے اور لوگ اس جنت خلد میں ہمارے ساتھ رہیں گے جس کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے۔

باب (۱۴۱) وہ سبب جس کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہ آسمان نے کسی ایسے شخص پر سایہ کیا اور نہ زمین نے کسی ایسے شخص کے پاؤں چھوئے جو ابوذر سے زیادہ صادق اللہجہ ہو

(۱) بیان کیا مجھ سے ابوالحسن بن محمد بن عمرو بن علی البصری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبدالسلام بن محمد بن ہارون ہاشمی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن محمد عقبہ شیبانی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابوالقاسم خضر بن ابان نے روایت کرتے ہوئے ابی ہدیہ سے انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے کہا کہ ایک دن حضرت ابوذر مسجد رسول میں آئے اور کہا میں نے ایسی چیز کبھی نہیں دیکھی جو کل شب میں نے دیکھی۔ لوگوں نے پوچھا تم نے کیا دیکھا؟ انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے گھر کے دروازے سے رات کے وقت نکلے اور حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور دونوں بقیع کی طرف چلے گئے اور میں ان دونوں کے پیچھے پیچھے چلا وہ دونوں مقابر مکہ کے پاس آئے پس آنحضرتؐ ذرا مڑ کر اپنے پدر بزرگوار کی قبر پر پہنچے وہاں دو رکعت نماز پڑھی۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ قبر شق ہوئی اور حضرت